تحقیقی رسالہ

تحقیق در نماز جنازہ رسول اکرم ﷺ

بقلم

خادم مذہب سید مظہر علی شیرازی

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہم السلام

نام کتاب: تحقیق در نماز جنازہ رسول ﷺ

تالیف: آیۃ اللہ سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

تاریخ: محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہم السلام

سایٹ: www.aljawaad.com

رابطہ نمبر ۰۳۰۸۴۱۹۸۰۵۵

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تحقیقی رسالہ

تحقیق در نماز جنازہ رسول اکرم ﷺ

بقلم

خادم مذہب سید مظہر علی شیرازی

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہم السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

قدیم الایام سے یہ بحث چلی آرہی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رحلت کے بعد کچھ لوگ آپ کی تجہیز و تکفین اور جنازہ چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اگرچہ ان کے طرفداروں نے من گھڑت روایات کے ذریعے ان کی شمولیت کی ناکام کوشش کی ہے

ہم نے حوزہ علمیہ قم المقدسہ میں اپنے درس مناظرہ[1] میں، ان روایات کی اسناد اور دلالت پر تفصیلا تحقیقی بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ شیخین وغیرہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نماز جنازہ میں

---

[1] حوزہ علمیہ میں ہم نے اپنے درس مناظرہ میں کئی ایک اہم موضوعات مسئلہ خلافت، فدک، حدیث قرطاس، مسئلہ بنات پیغمبر اور تشریع اذان نیز مسئلہ جواز شھادت ثالثہ پر تحقیقی بحث کی ہے ، طلاب کے درمیان تمرینی مناظرے بھی کروائے ہیں اور حال میں مسئلہ نماز جنازہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر تحقیقی بحث کی ہے چونکہ اس سے قبل کوئی مستقل رسالہ نظر سے نہیں گذرا جس میں اہل سنت کی عمدہ روایات کا جواب دیا گیا ہو

شرکت نہیں کی قارئین محترم کے استفادہ کے لیئے ان دروس کو نظر ثانی کے ساتھ تحقیقی رسالہ کی صورت میں پیش کیا جارہاہے نیز اس رسالہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نمازہ جنازہ کی کیفیت کیا تھی اس بحث کی طرف بھی فریقین کی کتب سے اشارہ کیاگیاہے دعاگو ہوں کہ خداوند متعال بحق محمد وآل محمد علیہم السلام سب کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے

والسلام علی من اتبع الھدی

سید مظہر علی شیرازی

۳ رجب ۱۴۳۶ھ حوزہ علمیہ قم المقدسہ

خدا وند متعال بحق محمد و آل محمد علیہم السلام ہمیں اور ہمارے شاگردوں کو مذہب حقہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، چنانچہ ہمارے کئی ایک شاگرد پاک و ھند میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں الحمد اللہ رب العالمین

جنازے میں شریک ہونے کا ثواب

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من شهد الجنازة حتی یصلی علیه فله قیراط و من شهد حتی یدفن کان له قیراطان قیل و ما القیراطان قال مثل الجبلین العظیمین

رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو اور نماز جنازہ تک وہیں رہا اس کیلئے اجر و ثواب کا ایک قیراط ہے اور جو شخص تدفین تک حاضر رہا اس کیلئے دو قیراط ہیں کہا گیا دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ فرمایا دو بڑے پہاڑوں کے برابر {ثواب ملے گا}[1]

نوٹ: بعض روایات اھل سنت میں ہے ہر قیراط مثل احد پہاڑ کے ہے۔

عن أبی هریرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من اتبع جنازة مسلم إیمانا و احتسابا و کان معه حتی یصلی علیها ویفرغ من دفنها فإنه یرجع من الأجر بقیراطین کل قیراط مثل أحد ومن صلی علیها ثم رجع قبل أن تدفن فإنه یرجع بقیراط {متفق علیه}

---

[1] - صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من انتظر حتی یدفن- ص ۳۱۳ طبع دار الفکر بیروت، صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۸۸ کتاب الجنائز طبع دار الاشاعت کراچی، سنن ترمذی کتاب الجنائز باب ۴۹ ما جاء فی فضل الجنازہ۔

ابو ھریرہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ مومن ہونے کی حیثیت سے اور طلب ثواب کی غرض سے جائے، اس کے ساتھ رہے، اس پر نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے جس میں ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور دفن میں شریک نہ ہو اس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔[1]

نوٹ: جب عام مسلمان کے جنازہ اور تدفین میں شرکت کا یہ ثواب ہے تو سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جنازہ اور تدفین کا کتنا ثواب ہو گا؟

اہل سنت کی ایک اور روایت جس کو حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: **للمسلم علی المسلم ان یعودہ اذا مرض ویحضر جنازتہ**

مسلمان کیلئے مسلمان پر {حق} یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے اور اس کے جنازہ میں شریک حاضر ہو۔[2]

نیز ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:

من حق المسلم علی المسلم شهود الجنازة وعيادة المريض

---

[1]- مشکوۃ شریف، ج۱ ص ۳۸۳ طبع دار الاشاعت کراچی۔

[2]- المصنف لابن ابی شیبہ ج۳ ص ۱۲۳ کتاب الجنائز طبع دار الفکر بیروت۔

مسلمان کے مسلمان پر حقوق ہیں ان حقوق میں یہ ہے کہ اس کے جنازہ میں شریک ہو اور بیمار کی عیادت کرے۔[1]

نوٹ: کچھ حقوق مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہوتے ہیں اور کچھ حقوق رشتہ داری کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں۔ اور کچھ حقوق نبوت کے ہوتے ہیں، نبی امت کی نسبت سے روحانی باپ کی مانند ہوتا ہے اور ہمارا نبی تو سید الانبیاء والمرسلین ہے، امت پر سید الانبیاء کا حق تو اور زیادہ ہے۔ جو لوگ حکومت کی خاطر، سید الانبیاء کا جنازہ چھوڑ کر سقیفہ چلے گئے تھے کیا انہوں نے مذکورہ حقوق، مسلمانی، رشتہ داری، روحانی اولاد اور رعیت ہونے کا حق ادا کیا ہے؟ کیا یہی وفا ہے؟ جب حضور ﷺ نے غدیر خم پر حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کر دیا تھا تو پھر سقیفہ جانے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر یہی بات سمجھ آ جائے تو سارے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔

خداوند متعال بحق محمد وآل محمد علیہم السلام سب کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

---

[1]۔ المصنف لابن ابی شیبہ ج۳ ص ۱۳۳۔

سوال: کیا شیخین حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تجہیز تکفین وتدفین میں حاضر تھے؟

جواب: شیخین حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تجہیز تکفین اور تدفین کے وقت حاضر نہیں تھے۔

اہلسنت کی روایات میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی۔

لوگوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نماز جنازہ فرادیٰ فرادیٰ پڑھی ایک گروہ حجرہ میں داخل ہوتا تھا اور فرادیٰ بغیر امام کے دعا نماز پڑھ کر باہر آجاتا تھا پھر دوسرا گروہ جاتا تھا وہ بھی بغیر امام کے پڑھ کر آجاتا۔

اسی طرح پڑھی گئی

والصحیح الذی علیہ الجمهور انهم صلوا علیه افرادا فکان یدخل علیه قوم یصلون فرادیٰ ثم یخرجون، ثم یدخل قوم آخر فیصلون کذالك[1]

---

[1] سیرہ حلبیہ ج۳، ص۴۳۷، طبع دار الفکر بیروت

ابن سعد نے طبقات میں متعدد روایات کو ذکر کیا ہے جن میں یہی تصریح موجود ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر لوگوں نے فرادیٰ نماز پڑھی تھی[1]۔ اہل سنت کے عالم ابن کثیر نے کہا ہے: وھذا الامر ای صلاتھم علیہ فرادیٰ من غیر امام یؤمھم مجمع علیہ: یہ امر یعنی ان کی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نماز امام کے بغیر تھی کسی نے امامت نہیں کرائی اس پر اجماع ہے[2]

خلاصہ یہ کہ بہر حال اہل سنت کے ہاں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نماز کی جو بھی کیفیت تھی دعا وسلام یا نماز معروفہ، اتنی بات خود اہل سنت کی کتب سے ثابت ہے کہ ابو بکر وعمر وغیرہ، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نماز جنازہ میں شریک نہیں تھے، اور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دفن کے وقت بھی حاضر نہیں تھے[3] جس کی تفصیل عنقریب ذکر کی جائے گی

مخفی نہ رہے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو غسل اور کفن حضرت علی علیہ السلام نے دیا[4] اور ہماری کتب میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نماز جنازہ بھی حضرت علی علیہ السلام نے

---

[1] طبقات کبری ج۲، ص۲۹۳..۲۹۴

[2] سیرہ حلبیہ ج۳، ص۴۲۷

[3] المصنف ج۸، ص۵۷۲......الفاروق شبلی نعمانی، ص۶۳

[4] تاریخ طبری ج۲، ص۲۳۸.. طبقات کبری ج۲، ص۲۸۸..سیرہ حلبیہ ج۳، ص۴۳۶

پڑھائی ہے البتہ نماز جنازہ میں اہل بیت امام حسن علیہ السلام امام حسین علیہ السلام حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور خواص ملائکہ اور خواص اصحاب سلمان فارسی، ابوذر غفاری، اور مقداد شامل تھے[1] اور مہاجرین اور انصار کے لوگ جو موجود تھے وہ دس دس ہو کر دائرہ کی صورت میں داخل ہوئے اور امیر المومنین علی علیہ السلام ان کے درمیان کھڑے ہو کر اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت فرماتے رہے (ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما)

مخفی نہ رہے کہ شیخین وغیرہ، سقیفہ بنو ساعدہ چلے گئے تھے جب وہ واپس آئے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دفن ہو چکے تھے کہ آنسید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جنازہ چھوڑ کر سقیفہ میں جانے کی کیا ضرورت تھی۔

---

[1] مراۃ العقول ج۵، ص۲۶۵

روایات اہل سنت اور ان کی تحقیق

اہل سنت کے عالم ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات ج۲، ص ۲۹۴ پر ایک روایت ذکر کی ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نماز جنازہ میں صف اول میں ابو بکر و عمر تھے

اس روایت کی تحقیق: اس روایت کا پہلا راوی محمد بن عمر واقدی ہے جس کے بارے میں اہل سنت کے امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ یہ شخص کذاب ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ شخص حدیث وضع (گھڑتا) تھا، نسائی نے بھی یہی کہا ہے

ذہبی نے کہا ہے واقدی کے وھن پر اجماع ہے، نووی نے کہا ہے کہ واقدی کے ضعیف ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے[1]

اور اس روایت کا دوسرا راوی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی ہے جس نے ۱۵۱ھ میں وفات پائی

یحیٰی نے اس کے بارے میں کہا ہے لیس بشیء ولایکتب حدیثہ وقال مرۃ ضعیف، وہ کوئی شیء نہیں ہے اسکی حدیث نہیں لکھی جاتی اور ایک مرتبہ کہا ہے کہ وہ ضعیف ہے

---

[1] میزان اعتدال ج۵، ص۱۰۹..۱۱۱..۱۱۲..تعذیب التعذیب ج۹، ص۳۶۴ تا ۳۶۸

بخاری نے کہا ہے کہ اس کے پاس مناکیر ہیں

نسائی نے کہا ہے کہ منکر الحدیث ہے

دارالقطنی نے کہا ہے کہ وہ متروک ہے[1]

نیز عسقلانی اس راوی کے بارے لکھتا ہے

احمد اس روای کی تضعیف کرتا تھا۔

ابو داؤد نے کہا ہے کہ لایکتب حدیثہ

ابو زرعۃ نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے

ابو حاتم نے اسے ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث کہا ہے

یحیٰ بن معین نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے اور کہا ہے

لیس بشیء ولا یکتب حدیثہ وقال البخاری عندہ مناکیر

نسائی وابو احمد حاکم نے کہا ہے کہ منکر الحدیث ہے

دارقطنی نے اسے متروک کہا ہے[2]

---

[1] میزان اعتدال ج۵،ص۳۴۳ رقم ۸۹۱۴

[2] تعذیب التعذیب ج۱۰،ص۳۶۸

موسی بن محمد نے اپنے باپ محمد بن ابراہیم متوفی ۱۲۰ھ کی تحریر میں پڑھا ہے کہ اس محمد بن ابراہیم کے بارے میں عقیلی نے نقل کیا ہے کہ **فی حدیثه شی یروی احادیث مناکیر**[1]

نتیجہ یہ کہ یہ روایت ضعیف ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے پس ابو بکر و عمر کا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جنازے میں حاضر ہونا ثابت نہیں ہے

ابن سعد نے ایک اور روایت ذکر کی ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نماز کے وقت عمر موجود تھا اور وہ یہ روایت ہے کہ **(أخبرنا محمد بن عمر، أخبرنا سفیان بن عیینه عن جعفر بن محمد عن ابیه قال صلی علی رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) بغیر امام یدخل علیه زمرا زمرا یصلون علیه فلما فرغوا نادی عمر خلوا الجنازة واهلها**[2]**)**

جواب: اس روایت کا پہلا راوی محمد بن عمر واقدی ہے جس کے بارے میں ذہبی نے کہا ہے کہ **استقر الاجماع علی وهن الواقدی**[3]

---

[1] تعذیب التعذیب ج۹، ص٦
[2] طبقات کبری ج۲، ص۲۹۵
[3] میزان الاعتدال ج۵، ص۱۱۲

اور نووی نے کہا ہے واقدی کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے[1]

اور اس روایت کا دوسرا راوی سفیان بن عیینہ ہے جو کہ آخر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا[2]

خلاصہ یہ کہ عمر کا نماز جنازہ میں ہونا ثابت نہیں ہے

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر وغیرہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تجہیز و تکفین وتدفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے تھے[3]

ابن شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے اپنی کتاب المصنف میں تصریح کی ہے کہ ابو بکر و عمر، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دفن کے وقت حاضر نہیں تھے وہ (سقیفہ بنی ساعدہ) میں انصار کے پاس تھے ان کے واپس لوٹنے سے پہلے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دفن ہو گئے تھے

حدثنا ابن نمیر عن هشام بن عروة عن ابیه ان ابا بکر و عمر لم یشهدا دفن النبی کانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا[4]

---

[1] تعذیب التعذیب ج۹، ص۳٦۸

[2] تعذیب التعذیب ج٤، ص۱۲۰

[3] الفاروق، ص٦۳ (سقیفہ بنی بن ساعدہ، ابو بکر کی خلافت اور عمر کا استخلاف)

[4] المصنف ج۸، ص٥٤۲۔۔طبع دارالفکر بیروت۔۔۔ کنزالعمال ج٥، ص٦٥۲ رقم۱٤۱۳۹۔۔تحفة الحوذی ج٤، ص۱٤۱۔۔الفاروق، ص٦۳

ابن نمیر سے مراد عبداللہ بن نمیر ہے اور اس نے ۱۹۹ھ میں وفات پائی ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے عجلی نے اس کے بارے میں کہا ہے ثقہ صالح الحدیث

ابن سعد نے اس کے بارے میں کہا ہے **کان ثقۃ کثیر الحدیث صدوق و ثقہ کثیر الحدیث**، سچا تھا[1]

اس روایت کا دوسرا راوی ہشام بن عروہ بن زبیر ہے

ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے **و قال کان متقنا ورعا فاضلا حافظا**

و قال ابن شاھین فی الثقات

ابن سعد اور عجلی نے کہا ہے وہ ثقہ تھا[2]

اور عروہ کو بھی اہل سنت کے علماء ثقہ سمجھتے ہیں **کما فی التھذیب وغیرہ** پس اہل سنت کے مبنی کے مطابق، ابو بکر و عمر کا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دفن ہونے کے موقع پر حاضر نہ ہونے والی روایت، معتبر ہے

جو لوگ اپنی حکومت بنانے کی خاطر سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جنازہ چھوڑ کر سقیفہ چلے گئے تھے کیا انہوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ وفا کی ہے؟

---

[1] تھذیب التھذیب ج۶، ص۵۸

[2] تھذیب التھذیب ج۱۱، ص۵۰۔۵۱

سنی عالم ابن سعد نے اپنی کتاب میں ایک روایت نقل کی ہے جس میں آیا ہے **لما فرغ من جهاز رسول الله (صلی الله علیه و آله وسلم یوم الثلثاء وضع علی سریره فی بیته وکان المسلمون قد اختلفوا فی دفنه فقال قائل ادفنوه فی مسجده، وقال قائل ادفنوه مع اصحابه بالبقیع قال ابوبکر سمعت رسول الله (صلی الله علیه و آله وسلم یقول ما مات نبی الا دفن حیث یقبض**[1]

جس کا خلاصہ یہ کہ مسلمانوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دفن میں اختلاف کیا کسی نے کہا کہ ان کو مسجد میں دفن کیا جائے کسی نے کہا کہ ان کو ان کے اصحاب کیساتھ بقیع میں دفن کیا جائے ابو بکر نے کہا میں نے آپ سے سنا کہ فرمارہے تھے نبی کی جہاں روح قبض ہوتی ہے وہاں ہی دفن کیا جاتا ہے

جواب: اس روایت کی سند یہ ہے کہ جس کو خود ابن سعد نے نقل کیا ہے

اخبرنا محمد بن عمر اخبرنا ابرهیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبة عن داود بن الحصین عن عکرمة عن ابن عباس

---

[1] طبقات کبری ج۲، ص۳۹۵

اس روایت کا پہلا راوی محمد بن عمر واقدی ہے جس کے ضعیف ہونے پر سب علماء اہل سنت کا اتفاق ہے[1]

اور اس روایت کا دوسرا راوی ابراہیم بن اسماعیل (متوفی ۱۶۵) ہے

نسائی نے اس راوی کو ضعیف کہا ہے **قال النسائی: ضعیف**

دارقطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہے۔۔ **وقال الدارقطنی: لیس بالقوی۔**

ابن معین نے ایک دفعہ کہا ہے وہ کوئی شی، نہیں ہے **قال: لیس بشیء**[2]

قال البخاری عندہ مناکیر

عسقلانی نے اپنی کتاب میں اس راوی کے بارے میں لکھا ہے

قال ابن معین: لیس بشیء

قال البخاری: منکر الحدیث

قال النسائی: ضعیف

وقال الدارقطنی: متروک[3]

---

[1] میزان الاعتدال ج۵، ص۱۱۲۔۔تعذیب التعذیب ج۹، ص۳۶۸
[2] میزان الاعتدال ج۱، ص۱۹ (رقم ۳٦)
[3] تعذیب التعذیب ج۱، ص۱۰٤

اس روایت کا تیسرا راوی داؤد بن حصین ہے جس کے بارے میں سفیان بن عینیہ نے کہا ہے ہم اس کی حدیثوں سے بچتے تھے کنا نتقی حدیثہ، و قال ابوزرعہ لین

وقال علی بن المدینی ما رواہ عن عکرمہ فمنکر

عباس دوری نے کہا ہے کہ داؤد بن حصین میرے نزدیک ضعیف ہے۔

و قال عباس الدوری: کان داؤد بن الحصین عندی ضعیفا[1]

عسقلانی اس راوی کے بارے میں لکھتا ہے۔۔

قال علی بن المدینی ما روی عن عکرمہ فمنکر

وقال ابن عینیہ کنا نتقی حدیث داؤد۔۔

قال ابوذرعۃ لین

قال الساجی منکر الحدیث یتھم برای الخوارج[2]

اس روایت کو داؤد بن حصین نے عکرمہ سے نقل کیا ہے اور یہ عکرمہ خارجی صفری اباضی تھا یہ شخص خوارج کا نظریہ رکھتا تھا

---

[1] میزان الاعتدال ج۲، ص۱۹۵ (رقم۲۶۰۰)
[2] تھذیب التھذیب ج۳، ص۱۸۱۔۱۸۲

محمد بن سیرین نے عکرمہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کذاب ہے

محمد بن سعد نے کہا ہے کہ اس کی حدیث قابل احتجاج نہیں ہے

علی بن عباس نے عکرمہ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ خبیث، میرے باپ پر جھوٹ باندھتا تھا

عکرمہ اور کثیر ایک ہی دن مرے لوگوں نے کثیر کے جنازے میں شرکت کی لیکن عکرمہ کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے[1]

خلاصہ یہ کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے اور یہ روایت قابل اعتماد نہیں ہے اور خود صاحب کتاب یعنی ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں مصعب زبیری کا قول نقل کیا ہے: کہ عکرمہ خوارج کا نظریہ رکھتا تھا نیز لکھا ہے اسکی حدیث قابل احتجاج نہیں ہے اور لوگ اس کے بارے میں باتیں کرتے تھے[2]

عکرمہ نے یہ روایت ابن عباس سے کی ہے اور خود ابن عباس کا بیٹا علی بن عباس کہتا ہے کہ یہ (عکرمہ) خبیث میرے باپ پر جھوٹ باندھتا تھا اور انکی طرف جھوٹی روایات منسوب کرتا تھا

یہ عکرمہ حضرت علی علیہ السلام کا دشمن تھا۔۔

پس ثابت ہوا کہ دفن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وقت ابو بکر حاضر نہیں تھا

---

[1] میزان الاعتدال ج۴، ص۱۴تا۱۶۔۔ تھذیب التھذیب ج۷، ص۲۶۷ تا ۲۷۰۔۔

[2] طبقات ابن سعد ج۵، ص۱۴۴

ابن سعد نے اپنی کتاب ج ۲، ص ۲۹۶ پر ایک روایت کو نقل کیا ہے اخبرنا معن بن عیسیٰ اخبرنا مالک بن انس انه بلغه ان رسول الله (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) لما توفی قال ناس یدفن عند المنبر و قال آخرون یدفن بالبقیع فجاء ابو بکر فقال سمعت رسول الله (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) یقول ما دفن نبی الا فی مکانه الذی قبض الله فیه نفسه

اس روایت کا حاصل بھی گذشتہ روایت سے ملتا جلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ : مالک بن انس کہتا ہے کہ اس کو خبر پہنچی ہے کہ رسولخدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جب رحلت ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے دوسروں نے کہا بقیع میں ابو بکر آیا اور اس نے کہا میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا نبی دفن نہیں ہوتے مگر اسی جگہ جہاں ان کی اللہ نے روح کو قبض کیا ہو

اس روایت کا جواب یہ کہ مالک کو خبر پہنچی ہے یہ خبر ان کو کسی نے بتائی تھی پس سند ارسال کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں ہے

طبری نے ایک روایت اپنی کتاب میں ذکر کی ہے جس سے اہل سنت نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ابو بکر دفن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وقت حاضر تھا وہ روایت یہ ہے

حدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمه عن محمد بن اسحاق عن حسين بن عبد الله عن عكرمه مولی ابن

عباس عن عبد الله بن عباس قال لما ارادوا ان یحفروا لرسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) وکان ابو

عبیدة بن الجراح یضرح کحفر اهل مکه و کان ابو طلحة زید بن سهل هوالذی یحفر لاهل

المدینةفیلحد ابو طلحه لرسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم)فلما فرغ من جهاز رسول الله یوم

الثلثاء وضع علی سریره فی بیته و قد کان المسلمون اختلفوا فی دفنه، فقال قائل ندفنه فی مسجده و

قال قائل ندفنه مع اصحابه (ای بقیع) فقال ابوبکر انی سمعت رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم)

یقول ما قبض نبی الا یدفن حیث قبض فرفع فراش رسول الله الذی توفی علیه فحفر له تحته و دخل

الناس علی رسول الله یصلون علیه ارسالا حتی اذا فرغ الرجال ادخل النساء حتی اذا فرغ النساء

ادخل الصبیان ثم ادخل العبید ولم یؤم الناس علی رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) احد، ثم

دفن رسول الله من وسط اللیل لیلة الاربعاء[1]

اس روایت کا حاصل بھی گذشتہ روایات سے ملتا جلتا ہے

اس روایت کے بارے میں تحقیق

[1] تاریخ طبری ج۲، ص۲۳۹، حوادث سنه۱۱ طبع دارالکتب العلمیة بیروت

یہ روایت ضعیف السند ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے

کیونکہ اس روایت کا پہلا راوی ابن حمید ہے یعنی محمد بن حمید جو کہ ضعیف ہے[1]

قال یعقوب بن شیبة : کثیر المناکیر یعقوب بن شیبۃ نے کہا ہے کہ یہ شخص کثیر المناکیر ہے

وقال البخاری: فیہ نظر بخاری نے کہا ہے کہ اس میں نظر ہے

کذبه ابوزرعة، ابوزرعہ نے اس شخص کی تکذیب کی ہے یعنی اسے جھوٹا کہا ہے

وقال فضلك الرازی عندی عن ابن حمید خمسون الف حدیث ولا احدث عنه بحرف فضلك رازی نے کہا ہے میرے پاس ابن حمید سے پچاس ہزار حدیث ہے اور میں اس سے ایک حرف بھی بیان نہیں کرتا (کیونکہ یہ جھوٹا شخص ہے)

ابن خراش نے کہا ہے ہم سے ابن حمید نے حدیثیں بیان کی ہیں خدا کی قسم یہ شخص جھوٹ بولتا ہے

نیز کئی ایک نے کہا ہے کہ **ان ابن حمید کان یسرق الحدیث**

وقال النسائی: لیس بثقة، نسائی نے کہا ہے یہ شخص ثقہ نہیں ہے یعنی قابل اعتماد نہیں ہے

---

[1] میزان الاعتدال ج٤، ص٤٥٠ (رقم ٧٤٥٣) طبع دارالفکر

صالح جزرہ نے کہا ہے میں نے ابن حمید اور ابن شاذ کونی سے جھوٹ بولنے میں کسی کو ماہر نہیں دیکھا[1]

اھل ری کی ایک حفاظ اور مشائخ کی جماعت نے اجماع کیا ہے کہ ابن حمید حدیث میں انتھائی ضعیف تھا

نسائی نے کہا ہے کہ محمد بن حمید کذاب ہے[2]

خلاصہ یہ کہ یہ راوی ضعیف اور جھوٹا تھا پس اس شخص کی روایت قبول نہیں ہے (محمد بن حمید نے ۲۴۸ھ میں وفات پائی ہے)

اس روایت کا دوسرا راوی سلمہ بن فضل (متوفی ۱۹۱ھ) ہے جس کو ابن راھویہ نے ضعیف کہا ہے ابو حاتم نے کہا ہے اسکی حدیث قابل احتجاج نہیں ہے

نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے[3]، ابو احمد حاکم نے کہا ہے کہ یہ ان کے نزدیک قوی نہیں ہے کما فی التحذیب

اس روایت کا تیسرا راوی محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) ہے جو کہ کذاب تھا

قال وهيب: سمعت هشام بن عروة يقول: كذاب

وھیب نے کہا ہے کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ وہ کذاب ہے

[1] میزان الاعتدال ج٤، ص٥٠
[2] تعذیب التعذیب ج٩، ص١٣٠..١٣١
[3] میزان الاعتدال ج٢، ص١٩٢ (رقم ٣٤١٠).. تعذیب التعذیب ج٤، ص١٥٣..١٥٤...

وھیب نے مالک سے ابن اسحاق کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اسے متہم کیا

قال یحیی القطان اشھد ان محمد بن اسحاق کذاب

یحیٰ قطان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق کذاب ہے

وقال النسائی وغیرہ: لیس بالقوی، نسائی نے کہا ہے وہ قوی نہیں ہے

وقال الدارقطنی: لایحتج بہ، دار قطنی نے کہا ہے اسکی حدیث قابل احتجاج نہیں ہے

محمد بن اسحاق کو قدری ہونے کی وجہ سے ابراہیم بن ہشام امیر نے کوڑے مارے [1]

میمونی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ محمد بن اسحاق ضعیف ہے [2]

اس روایت کا چوتھا راوی حسین بن عبداللہ (متوفی ۱۴۱ھ) ہے جو کہ ضعیف ہے،، بقول خود اہل سنت کے ضعیف ہے

قال ابن معین: ضعیف

قال البخاری: قال علی: ترکت حدیثہ

قال ابوزرعۃ وغیرہ: لیس بقوی

---

[1] میزان الاعتدال ج٤، ص٣٨٩۔۔٣٩١ (رقم ٧١٩٨)

[2] تعذیب التعذیب ج٩، ص٤٤

وقال النسائی: متروک

مخفی نہ رہے کہ یہ راوی زندقہ کے ساتھ متہم بھی تھا[1]

اس روایت کا پانچواں راوی عکرمہ ہے اور یہ شخص خوارج کا نظریہ رکھتا تھا

محمد بن سیرین نے عکرمہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کذاب ہے

محمد بن سعد نے کہا ہے کہ اس کی حدیث قابل احتجاج نہیں ہے

علی بن عباس نے عکرمہ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ خبیث میرے باپ پر جھوٹ باندھتا تھا[2]

عکرمہ نے عبداللہ بن عباس سے اس کو روایت کیا ہے اور بقول علی بن عبداللہ بن عباس کے یہ خبیث میرے باپ عبداللہ بن عباس پر جھوٹ باندھتا تھا پس عکرمہ جو کہ کذاب اور خارجی تھا اس کی روایت معتبر نہیں ہے

پس سندی حوالے سے یہ روایت ضعیف ہے چونکہ اس کے راوی ضعیف، کذاب اور متروک ہیں عکرمہ نے عبداللہ بن عباس پر جھوٹ باندھا ہے

---

[1] میزان الاعتدال ج۲،ص۶۰(رقم ۲۰۱۲) تعذیب التعذیب ج۲،ص۳۴۱..۳۴۲..

[2] میزان الاعتدال ج ٤،ص ١٤ تا ١٦.. تعذیب التعذیب ج۷،ص۲۶۷..۲۷۰..

اس روایت کی دلالت کے حوالے سے بھی ممکن ہے کہ اگر ابو بکر نے کہا ہو تو ابو بکر نے رحلت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد یہ کہا ہو گا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے حجرہ میں ہی دفن ہونا چاہیے، چونکہ رحلت کے وقت سے ہی اصحاب میں گفتگو ہونے لگی تھی کہ آپ کو کہاں دفن ہونا چاہیے یہ گفتگو رحلت کے وقت کی ہے نہ کہ دفن ہونے کے وقت کی

رحلت کے بعد شیخین حضور کا جنازہ چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے تھے

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تدفین آپ کی رحلت کے تین دن بعد ہوئی اور ان ایام میں شیخین سقیفہ میں ہی تھے، جب وہ وہاں سے لوٹے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دفن ہو چکے تھے

پس ثابت ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دفن ہونے کے موقع پر شیخین حاضر نہیں تھے

خلاصہ یہ کہ اس روایت میں اور دیگر جس روایت میں ابو بکر کا یہ قول نقل ہوا ہے قطع نظر ان کی اسناد کے یہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ یہ گفتگو اگر ہوئی ہے تو رحلت کے بعد ہوئی ہے نہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دفن ہونے کے وقت

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

حال یہ کہ ہم نے اس روایت کو ضعیف ثابت کر دیا ہے

۵۵
۵۷

آثار قلمی مؤلف،مطبوعه و غیر مطبوعه

ناشر: مؤسسه جواد الائمه علیهم السلام

1. وضوء النبی (ص) (اردو)
2. صلاة النبی (ص) (اردو)
3. صراط النجاة (اردو)
4. اجوبة الأسئلة (اردو)
5. عقائد الشیعه (اردو)
6. مستند المناظرین (فارسی)
7. علمی رسائل (اردو
   - اعتقادی سوالوں کے جوابات
   - رساله عزاداری امام حسین علیه السلام
   - فضائل صلوات
8. فضائل الشیعه (اردو)
9. الموضوعات (اردو)
10. قواعد الحدیث و اصطلاحاته (اردو)
11. کردار بنو أمیّه (اردو)
12. آداب الدعاء (اردو)
13. دفع الشبهات عن الامام المهدی (ع) (اردو)
14. دفع الشبهات عن ایمان سیدنا أبی طالب (ع) (اردو)
15. دفع الشبهات عن الاجتهاد و التقلید (اردو)
16. التحقیق فی آیة الغار (اردو)
17. تحقیق در نماز جنازه رسول (ص) (اردو)
18. پاسخ به شبهات و اعتراضات به عزاداری امام حسین (ع) (فارسی)
19. حقیقت چیست؟ بضمیمه رساله تحقیقی بیعت رضوان (فارسی)
20. الحاشیه علی منهاج الصالحین لسماحة السید الخوئی (رح) (عربی)
21. التعلیقة علی کتاب الحج من العروة الوثقی (عربی)
22. رساله فی صلاة العیدین (عربی)
23. رساله فی صلاة الجمعه (عربی)
24. الشهاده الثالثه (عربی)
25. پاسخ به یک شبهه (فارسی)
26. تفسیر آیه تطهیر (فارسی)
27. و تالیفات دیگر